دکنی شاعری کا مطالعہ
مثنوی "گلشنِ عشق"
(نصرتی کا تعارف اور مثنوی نگاری کی خصوصیات)

اکائی کے اجزا

- ★ تمہید
- ★ مقاصد
- ★ نصرتی کا عہد
- ★ نصرتی کے حالات زندگی
- ★ نصرتی کی مثنوی نگاری
- ★ اکتسابی نتائج
- ★ کلیدی الفاظ
- ★ تجویز کردہ اکتسابی مواد

★ تمہید :

نصرتی کا پورا نام شیخ نصرت اور تخلص نصرتی ہے۔ نصرتی عادل شاہی عہد کا مشہور و معروف قادرالکلام شاعر ہے۔ اس نے "گلشنِ عشق' علی نامہ " اور تاریخ اسکندری' جیسی مثنویا ں لکھیں۔ گلشنِ عشق' نصرتی کی لکھی بزمیہ مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں منوہر اور مالتی کے عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ اسلوبِ بیان، جزبات نگاری، مکالمہ نگاری اور تہزیبی عناصر سے مالا مال مشنوی گلشنِ عشق دکنی ادب میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ اگلے سطور میں ہم مشنوں'گلشن عشق کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

★ مقاصد :

اس اکائی مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوجائے گے کہ :

* نصرتی کے عہد اور اس کے حالات زندگی بیان کرسکیں۔
* نصرتی کی مشنوی نگاری کی خصوصیات واضح کرسکیں۔
* مثنوی گلشنِ عشق کی خوبیوں پر روشنی ڈال سکیں۔
* مثنوی گلشنِ عشق کا تجزیہ کرسکیں۔

★ نصرتی کا عہد :

نصرتی کا تعلق بیجاپور کی عادل شاہی سلطنت سے ہے۔ اس سلطنت کے زوال اور اس کے پانچ حصوں میں تقسیم کے بعد وجود میں آنے والی عادل شاہی سلطنت دکن کی سب سے زیادہ مشہور و معروف ریاست تھی۔ بانی سلطنت یوسف عادل خاں سلطنت عثمانیہ کا شہزادہ تھا۔ محمد شاہ بہمنی کے دور میں ایران سے ہوتا ہوا دکن پہنچا اور اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر بہمنی دربارتک رسائی حاصل کر لی۔ محمد شاہ بہمنی کے بعد محمود شاہ بہمنی تخت نشین ہواتو یوسف عادل شاہ کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے اسے مجلس رفیع وملک

الشرق' کے خطابات سے نوازا۔اپنی خوبیوں اور اوصاف کی بدولت یوسف عادل شاہ ترقی کرتا رہا۔یہاں تک کہ ۱۴۸۵ء میں اسے عادل خاں کے خطاب سے نواز کر صوبہ بیجاپور کا حاکم بنا یا گیا۔بہمنی سلطنت روبہ زوال ہو نے لگی تو دیگر صوبہ داروں کی طرح یوسف عادل خان نے بھی اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا اور ۱۴۹۰ء میں عادل شاہی سلطنت کی بنیاد رکھی۔یہ دکن کی ایک وسیع سلطنت تھی۔بیجاپوراس کا پایہ تخت تھا۔یوسف عادل خاں ایک قابل سپہ سالار و بہتر منتظم ہی نہیں تھا بلکہ ایک علم دوست اور علما پر ور حکمراں بھی تھا۔ریاست کے استحکام کے بعد اس نے اپنے دربا کو علما اور فضلا سے سجائے رکھا۔خود بھی فارسی میں شعر کہیا تھا۔اس کے بعد انہوں نے دشاہوں نے بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے اپنے دربا میں علما ادبا اور شعرا کی قررو منزلت اور سرپرستی کا سلسلہ جاری رکھا۔اس خاندانشاہ ہوئے۔

عادل شاہی سلاطین فنونِ لطیفہ کے دلرادہ تھے۔انہوں نے قلعے، برج، فصیلیں، بے شمار مقبرے، مسجدیں، محلات، سرائے تعمیر کہیں۔مشہور توپ ملک میدان جو دنیا کی سب سے بڑی توپ ہے۔ بیجاپور میں موجود ہے۔ساتھ ہی مو سیقی، مصوت اور ادب کی دل کھول کر حوصلہ افزائی کی۔بادشاہ علی عادل شاہ اول علم وہنر کا قدردان تھا۔اس نے بیجاپور کا قلعہ، جامع مسجد، آب رسانی کی نہریں اور کہئ اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کرواۂیں۔ابراہیم عادل شاہ ثانی دکنی کا اچھا شاعر تھا۔جگت گرو کے نام سے مشہور ہوا۔اس نے مختلف راگ راگنیوں پر مبنی گیتوں کا مجموعہ "کتاب نورس " تصنیف کیا۔ابراہیم عادل شاہ کا مقبرہ جو ابراہیم روضہ کے نام سے مشہور ہے۔تاج محل کے بعد کی سب سے خوب صورت عمارت مانی جاتی ہے۔محمد عادل شاہ علم دوست بادشاہ تھا۔اس کے عہد میں فارسی کے کہئ ادب پاروں کے دکنی میں ترجمے ہوئے۔سلطان محمد عادل شاہ کا مقبرہ بیجاپور میں گول گنبد کے نام سے مشہور ہے۔یہ عظیم الشان گنبد سارے عالم میں اپنی مثال آپ ہے۔محمد عادل شاہ کی ملکہ خدیجہ سلطان جو گولکنڈہ کی قطب شاہی سلطنت کی شہزادی تھی، بڑی علم دوست خاتون تھیں۔وہ فارسی کے ساتھ ساتھ مقامی زبان دکنی کے شعراء کی بھی سرپرستی کیا کرتی تھیں۔عادل شاہ سلطنت کا آٹھواں حکمران سلطان علی عادل شاہ ثانی ایک قادرالکلام بادشاہ تھا۔شاہی اسکا تخلص تھا۔اپنی علم دوستی اور ادب نوازی کی وجہہ سے استادِ عالم کہلاتا تھا۔دکنی میں اس کی کلیات موجود ہے۔علی عادل شاہ کے دور میں شعروسخن کا گھر گھر چرچہ تھا۔

شاہوں کی فنونِ لطیفہ سے دلچسپی اور ادب نوازی کی وجہہ سے دکنی کے کئ شعراء ان کے دربار سے وابستہ تھے تو کئی شعرا دربار سے دور رہ کر دادِ تحسین حاصل کر رہے تھے۔عبدل، مقیم، مقیمی، صنعتی، رستمی، شوقی، ملک خوشنود،ہاشمی، حبری وغیرہ شاہی عہد کے اہم شعرا ہیں۔عادل شاہی عہد دکنی ادب کا عہدِ زرین ہے۔عادل شاہی خاندان نے قریباً دوسال تک شاندار طریقے سے حکمرانی کی۔اس کے بعد سلطنت کے نویں سلطان سکندر عادل شاہ کے عہد میں۱۶۸۶ء میں مغلوں کے ہاتھوں اس سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ شاعر نصرتی کا تعلق دکنی ادب کے اسی عہد زرین سے ہے۔جس نے گلشنِ عشق جیسی عشقیہ مثنوی لکھ کر اپنا نام ادب کی تاریخ میں روشن کیا۔

★ نصرتی کی حالات زندگی:

نصرتی کا پورا نام شیخ نصرت اور نصرتی ہے۔والد کا نام شیخ مخدوم، اور دادا کا نام شیخ ملک تھا۔وہ محمد عادل شاہ کے عہد میں بیجاپور میں پیدا ہوا۔نصرتی کے آباواجداد فنِ سپہ گری سے وابستہ تھے۔نصرتی کے والد شیخ مخدوم شاہی سلسحرااور بیجاپور کی ایک ذی عزت اور مقرر شخصیت تھے۔مشہور مستشرق گا رساں دتاسی نے نصرتی کو برہمن بتایا ہے۔مولوی عبدالحق گارساں وتاسی کے اس بیان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "گارساں دتاسی نے گلشنِ عشق کے ایک قلمی نسخے کی سنرپر جو کا نجبی ورم میں لکھا گیا تھا اسے برہمن بتایا ہے۔یہ بیان بھی مبہم ہے اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ خود کتاب میں اس قسم کا کوئی اشارہ ہے یا کاتب نے آخر میں اپنی طرف سے اضافہ کردیا ہے۔اس کتاب کے متعدد نسخے میری نظر سے گزرے ہیں۔ان میں کہیں اشارتاً بھی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔جس سے یہ استنباط کیا جائے کہ نصرتی برہمن تھا بلکہ خود نصرتی نے اپنے متعلق گلشنِ عشق میں ایک آدھ جگہ جو سرسری سا ذکر کیا ہے۔ اس سے اس قول کی تردید ہوتی ہے۔حضرت بنرہ نواز گیسودراز کی مرح میں لکھتے لکھتے ایک شعر یہ لکھا ہے۔

بحمد اللہ کرسی بہ کرسی مری
چلی آئ ہے بند گی میں تیرے

"ہیاں کرسی مراد پیہڑھی یا پشت ہے۔یعنی میں پشت در پشت یا نسل تیری بندگی میں ہوں،اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے باپ دادا مسلمان تھے"۔

مثنوی "گلشنِ عشق" میں نصرتی لکھتا ہے کہ اس کے والد نے اس کی تربیت میں کوئی کمی نہ کی۔اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔اپنے وقت کے مشہور علماء سے تعلیم دلوائی۔والد اور اساتذہ کی تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ نصرتی کی علمیت کا شہرہ ہر جگہ ہونے لگا۔علوم متداولہ میں اس نے ایسا کمال حاصل کیا کہ لوگ اسے ملا نصرتی اور میاں نصرتی کہنے لگے۔

کہ تھا مجہ پرر سوشجاعت مآب
قدیم یک سلحرار جمع رکاب

وہ شہ کا م پر زندگی نی سنے
گھر بستہ تھا جاں نشان سنے

بچانے جہنم آپنا نیک نا م
اپس زندگی میں کیا خوب کا م

ادک تھیچ لگ مج میں نھنوادگی
مرے حق میں انریش ادستادگی

نظر دھر کے مج تربیت میں سرا
رکھا نیں کرھیں مج اپس سے جدا

سکچ مج تے جانے کو نسرن منے
پھرے لے بزرگاں کی مجلس منے

معلم جو میرے جتے خاص تھے
دھر نہار وہ مج پہ اخلاص تھے

نجانے سبق کوئی مرا بار دل
دھر نہار تھے یار ہور پیار دل

کچ یک میں سنبھالیا جب اپنا شعور
کیا کرکتا باں پہ اکثر عبور

نجھایا ہر یک طرح کا پھول بن
رکھیا دل میں تس باغباناں کے فن

یہی مج پہ معشوق ہو شوق تھا
اسی کے نظارے میں نت ذوق تھا

مرے سر یو دولت جب آنے منگی
سودے جگ میں شہرت دکھانے منگی

بیجاپور کے بڑے بڑے علماء جیسے قاضی کریم اللہ شاہ ابوالمعالی، سید کریم اللہ اور تاریخِ عادل شاہی کے مصنف نور اللہؒ نصرتی کے رفقاء میں شامل تھے۔نصرتی عادل شاہی سلطنت کے آٹھویں سلطان علی عادل شاہ ثانی شاہی کا مصاحبِ خاص تھا۔اسے دلی عہدی کے زمانے سے اس کی ہم نشینی و صحبت حاصل تھی۔جب علی عادل شاہ ثانی تخت نشیں ہوا تو اس نے نصرتی کو شاہی دربار میں جگہ دی اور ملک الشعراء کے خطاب سے نوازا۔

نصرتی کے بھائی شیخ منصور اور شیخ عبدالرحمٰن ہیں۔شیخ منصور علم دعوات میں کمال رکھتے تھے تو شیخ عبدالرحمٰن سپہ گری میں یکتا تھے۔یہ تینوں بھائی اپنے اپنے فن بے مثال تھے۔نصرتی کاانتقال ۱۶۷۴ءمی ہوا۔نصرتی کی موت طبعی نہیں ہوئی بلکہ اسے قتل کردیا گیا۔نصرتی کے حاسدوں نے جو نصرتی کی علمیت اور اس کی شہرت کے آگے خود کو کمتر محسوس کر رہے تھے۔سازش کر کے نصرتی کو قتل کروادیا۔تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ نصرتی سکندر عادل شاہ کے زمانے میں شہید ہوا۔اس کی وفات کا قطعہ تاریخ یہ ہے۔

ضرب شمشیر سوں یو دنیا چھوڑ
جا کے جنت میں خوش ہو رہے

سال تاریخ آملائک نے
یوں کہے " نصرتی شہیدا ہے"

"نصرتی شہیدا ہے"سے نصرتی سنہ وفات ۱۰۸۵ءمطابق ۱۶۷۴ءنکلتا ہے۔نگینہ باغ بیجاپور میں نصرتی کی آخری آرام گاہ موجود ہے۔

نصرتی نے مثنوی، غزل، قصیدہ، مرثیہ، رباعی، مخمس، چپرخیات وغیرہ تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے "گلشنِ عشق،" علی نامہ'تاریخ اسکندری، اس کی لکھی مثنویاں ہیں جو دکنی ادب میں شاہکارکا درجہ رکھتی ہیں۔'علی نامہ 'اور 'تاریخِ اسکندری'رزمیہ مثنویاں ہیں تو 'گلشنِ عشق' بزمیہ وعشقیہ مثنوی ہے۔

★ نصرتی کی مثنوی نگاری :

نصرتی دکنی کا مایہ ناز شاعر ہے۔جس نے بزمیہ اور رزمیہ دونوں قسم کی طویل مثنویاں لکھ کر اپنی شاعرانہ عظمت کالوہامنوایا ہے۔ مثنوی کی ابتدا نصرتی حمدیہ اشعارے کرتا ہے۔گلشنِ عشق چونکہ ایک مشقیہ مشنوی ہے اس لیے اس کے یہ اشعار عشقیہ رنگ میں ملتے ہیں۔

صفت اس کی قدرت کی اول سراؤں
دھریا جس نے یو گلشنِ عشق ناؤں

کیا گرم عشق کا تس ابدال
یوِ باغ آفرنیش کا پکڑ یا جمال

رنگا رنگ جے گل یو بں باس ہے
اوہر گل میں تجھ عشق کی پاس ہے

مثنوی میں حمد، مناجات، نعت، معراج، کا بیان، مدح سید محمد حسینی ، مدح علی شاہ ثانی، حسب حال اور صفتِ کے ابواب سبب تصنیف کی سبب تصنیف کی وضاحت بھی ایک باب کے تحت کی گئی ہے۔

سبب ہے باغ تے قصے کے پھولاں لڑمیں گونر نے کا
جو لیائے شوق پر مج اس ہنر پر اہل عرفانی

کے عنوان سے نصرتی مشنوی لکھنے کا سبب بیان کرتا ہے کہ عید کے دن یا ران خوش باش کی محفل سجی تھی۔سب خوش تھے۔میں کچھ زیادہ ہی خوش تھا ہمارے بزرگ دوست نے کہا کہ فارسی زبان میں کئ بلند پایہ شعری کا رنامے سامنے آئے ہیں۔لیکن دکنی میں ایسا کوئی کارنامہ فارسی کے پایہ کا نہیں ملتا۔ اسی وقت نبی ابن عبدالصمد نے مجھ سے کہا کہ تو تو ایسے استاد کا شاگرد ہے جسے سارا عالم استاد عالم کہتا ہے۔دکن میں آج تیری شاعری کا بول بالا ہے۔مرمالتی کا قصہ سارے عالم میں شہرت پاچکا ہے۔تو بسم للہ کہہ کر اس قصے کو لکھنا شروع کر دے۔

سبوں میں اگر چہ خماری اتھی
مرے میں تو مستیچ بھاری اتھی

عزیزاں جو دھر آئے حب الوطن
منگے کرنے یاراں نے یک انجمن

ہمارے میں تھا یک جو یاریزرگ
شرف ناک، عالی نسب، ات سترک

کہ کیا شاعراں فارسی خوش کلام
گ ۓ کر اپس فن میں حکمت تمام

یک یک عشق کی بات کیتے سو نقل
سنے پر نہ رہ کس کی جاگا پہ عقل

سہایں سریری سوہرھار ھار
سرنگ صرد ہر ھانوپر رزلگار

ستوں، سقف دویوار، وپردیاں کوں سب
رنگ آمیز سہتے تماشاں عجب

پھولاں کیاندھایاں سو خوش باس سوں
دسویں زیب بہتر نو آکاس سوں

منوہر اور مرمالتی کی شادی کے موقع پر مہمانوں کی ضیافت کے لیے انواع اقسام کے پکوان پکائے گ ئے۔ جیسے مزعفر، قبولی، خشکا، کھچڑی، کوفتے، کاک، کماچاں، ملیرہ، اور سیویاں وغیرہ۔نصرتی ان پکوانوں کی لذت اور ذائقے کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

ہوئے تھے کنرو ریاں تے رنگین چمن
کھلے تھے سو پکوان کے پھول بن

مزعفرنہ کہ، زعفراں زار تھا
قبولی میں سوسن کا مہمار تھا

پھر، راچ خشکا اتھا سوسوباس
دیا موگرے کے کلیاں کو اداس

سہاتی تھی کھچڑی مسالے کی یوں
نشمیں ہے پھل، پھول، پاتاں کا جیوں

اچھے کوفتے ہور لنوآس پاس
گلِ اورنگ ہور گینز مخمل اداس

گل چاند کا کاک پائے خطاب

کماچاں دسے جیوں گل آفتاب

ملیرے کے جن ٹیک پر رخ کرے
چھوٹیں بھوت چینی تے گھیوے کے جھرے

جو سنپڑیا سو سیویاں کے سیوال میں
گونتیا دودھ ہور گھیو کے جنجال میں

★ اکتسابی نتائج :

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں :

٭گلشنِ عشق عادل شاہی عہد میں لکھی گئی ایک شاہکار مشنوی ہے۔اس کا مصنف نصرتی ہے۔

٭عادل شاہی سلطنت دکنی کی ایک وسیع سلطنت تھی اس کا بانی یوسف عادل خاں تھا۔

٭عادل شاہی سلاطین علم دوست اور فیاض تھے۔عادل شاہی عہد دکنی زبان وادب کا عہدزریں ہے۔

٭نصرتی علی عادل شاہ ثانی کے درہار کا ملک الشعرا تھا۔

٭نصرتی نے تین مشنویاں لکھیں۔گلشنِ عشق، علی نامہ اور تاریخ اسکندری۔یہ تینوں دکنی ادب کی شاہکار مشنویاں ہیں۔

٭گلشنِ عشق کاسنہ تصنیف۱۶۵۶ءہے

٭گلشنِ عشق میں اشعار کی تعداد۴۴۰۶ ہے۔

٭گلشنِ عشق میں منوہر اور مرمالتی کے عشق کی داستان بیان کی گئ ہے۔

٭مشنوی میں نصرتی نے نگاری، کردار، نگاری، جزبات نگاری، منظر نگاری فوق فطری عناصر اور مکالمہ نگاری میں اپنا کمال دکھایا ہے۔

★ **کلیدی الفاظ :**

الفاظ	:	معنی
چھنر	:	فن، فریب، ہنر
ڈھل	:	عماری
سٹیں	:	پھینکنا
بھیساں	:	شکلیں
ڈھیٹر	:	جسم
کنزوریاں	:	کنزوری(دسترخوان) (ضیافت)
پھرار	:	پرچم، جھنڈا
کاک	:	روٹ، میٹی روٹی
کماچاں	:	نان کی ایک قسم
سرپوش	:	وہ کپڑا جو خوان پر ڈالتے ہیں، ڈھکنا
نو کھنڈ	:	سات آسمان مع عرش و کرسی
کونڑے	:	شرمندہ
گھنوری	:	غارت گری
اچنبک	:	عجیب، انوکھا
منرھیر	:	مکان

کاڑنا : نکالنا

ٹھاٹیا : بھاگ گیا

نسنک : الگ ، تنہا

آرسی : آئینہ

قماشاں : ریشمی کپڑے

بھیڑ : اندر

★ نصرتی کی مثنوی نگاری :

۱۔	نصرتی	ڈاکٹر عبدالحق
۲۔	تاریخ ادب اردو	پروفیسر سیدہ جعفر
۳۔	تاریخ ادب اور، جلداول حصہ اول	ڈاکٹر جمیل جالبی
۴۔	گلشن عشق	سید محمد